رسائل و مسائل

امام خمینی کی کتاب

سوال:۔ امام خمینی کی کتاب الحکومۃ الاسلامیہ کا ترجمہ سید اسعد گیلانی (جو آپ کے معروف لیڈر ہیں) اور محمد نصر اللہ خان خازن مجددی (جن کو میں نہیں جانتا) کے قلم سے سامنے آیا ہے۔ اس کتاب کا ایک اعلان کردہ مرکزِ فروخت مکتبہ المنار منصورہ بھی ہے۔

اعتراض نہیں کہ ایران کے انقلاب کو سمجھنے کے لیے ایسی کتابیں شائع ہوں۔ میری اُلجھن یہ ہے کہ اس میں جو تمہیدی اور تعارفی مضامین مرتب صاحبان نے لکھے ہیں، اُن کی کئی باتیں سمجھ میں نہیں آئیں۔

سوال لکھنے بیٹھا تو ایک اور خیال آیا کہ کیا یہ کام جماعت اسلامی کی طرف سے ہوا ہے اور جو خیال اس میں بیان کیے گئے ہیں کیا وہ جماعتی پالیسی کے آئینہ دار ہیں؟ اگر ایسا ہے تو جماعت کی پالیسی در بارۂ انقلابِ ایران ہے کیا؟ کیا آپ لوگ ایرانی انقلاب کی بنیادوں سے لے کر منڈیروں تک سارے حالات و واقعات سے مطمئن ہیں؟ معاف کیجیے گا، مجھ جیسا ایک نوگرفتار حامیٔ جماعت خاصا چکرا گیا ہے۔

آپ لوگوں کا زیادہ وقت صرف نہیں ہونا چاہیے، اس وجہ سے چند مختصر عبارتیں نکالی ہیں:۔

اور ۔۔۔ (امام خمینی) ۔۔۔ "شیعہ و سنی کے نظری اور فکری اختلافِ مسلک سے بالاتر نقطۂ نظر رکھتے ہیں" (ص ۱۳)

"اس میں کوئی فرقہ وارانہ تصوّرات نہیں ہیں"۔ (ص ۵۰)

اب دوسرا رُخ :۔

" امام خمینی نے اپنے استدلال کے لیے شیعہ مآخذ ہی سے رجوع کیا ہے۔ چونکہ وہ خود شیعہ ہیں اور اُن کا خطاب بھی شیعہ عوام اور اہل علم سے ہے، اس لیے ان کا شیعی مآخذ سے استدلال ایک فطری بات ہے"۔ (ص ۱۰۲ ۔حاشیہ)

اس پورے نوٹ میں بھی اور مجموعی طور پر ابتدائی مضمونوں میں بھی امام خمینی کی وکالت اور ان کے دفاع کا انداز ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ نہ صرف استدلال شیعی مآخذ سے ہے، بلکہ اصطلاحات شیعی ہیں، سلف کی تمام مذکور شخصیتیں شیعی ہیں (پوری کتاب میں ابوبکر و عمر و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کا نام تک نہیں ملتا) تقیہ اور غدیر خم کے قضیے چھیڑے گئے ہیں اور ایران کی اسلامی انقلابیت کہیں بھی تو شیعی سطح سے بلند نہیں ہو سکی۔ اور ملاحظہ ہو:

" امام خمینی کی یہ تحریر انشاء اللہ اہلِ تشیع اور اہلِ سنت کے درمیان اتحاد و یگانگت پیدا کرنے کا مؤثر ذریعہ بنے گی ۔۔۔۔۔۔ اس کتاب کے ذریعے ہم نے دونوں گروہوں کے درمیان حائل خلیج کو پاٹنے کی کوشش کی ہے"۔ (ص ۲۲)

سبحٰن اللہ! آپ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ آپ لکھ دیں گے دُنیا آنکھیں بند کر کے مان لے گی، خواہ آپ رات کو دن کہہ دیں۔ کتاب تو مکمل طور پر شیعہ ازم پر مبنی ہے (صرف ایک تبرّا ہی اس میں کھلا کھلا موجود نہیں ہے)، آپ اسے شیعہ سُنی مصالحت کا نسخہ قرار دے رہے ہیں۔ چھوٹا سا ایک جملہ اور:۔

" اس سیاسی جبر کے نتیجے میں خالص اسلامی تحریک زور پکڑ گئی"۔ (ص ۴۴)

راقم پوچھتا ہے، چلیے شیعی تحریک کے بجائے آپ اسلامی تحریک کہیں، مگر یہ "خالص" کا لفظ ساتھ لگانے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا مترجمین نے پروپیگنڈا کی کوئی ذمہ داری سنبھال رکھی ہے۔

یہ فقرہ بھی پروپیگنڈہ ہی کی نوعیت رکھتا ہے کہ:۔

" ہم ایران کو اسلامی انقلاب کا ہراول دستہ سمجھتے ہیں"۔ (ص ۱۸)

یہ آخر کیا انداز بیان ہے۔ ہراول دستہ کہنے سے پہلے یہ جملہ پڑھ لیا جانا چاہیے تھا کہ:۔

"ہمارے مذہب کی بنیادی تعلیمات میں یہ عقیدہ موجود ہے کہ ہمارے ائمہ کرام کو اللہ تعالیٰ کے حضور اتنا تقرب حاصل ہے کہ جسے نہ کوئی مقرب فرشتہ حاصل کر سکا اور نہ کوئی نبیٔ مرسل۔"

نعوذ باللہ! یہ انبیا تو عمریں کھپا کر یونہی دعوتِ حق دیتے اور مصیبتیں اٹھاتے رہے، اللہ کے اصل محبوب و مقرب تو ائمہ کرام ہیں۔ نبوت کا تو سلسلہ بند ہو گیا مگر ولایت کا سلسلہ جاری رہا اس عبارت پر لمبا تشریحی نوٹ ایسے طرز سے لکھا گیا ہے کہ جو خاص عقیدہ بیان ہوا ہے لوگوں کی توجہ اس کی طرف نہ جانے پائے۔ حالانکہ معاملہ "بنیادی تعلیمات" کا ہے۔

امام خمینی اور انقلاب کے متعلق مجھے تھوڑے بہت اختلافات کے باوجود خوش گمانی تھی۔ مگر یہ کتاب ایک ایسی دستاویز ہے کہ اسے پڑھ کر میرا ذہن صاف ہو گیا ہے۔

اگر آپ بھی ایرانی انقلاب سے مرعوب نہ ہوں تو میری صاف صاف باتوں کا صاف صاف جواب لکھیے۔

ہاں، یاد آیا، ذرا ان واقعات کو بھی نگاہ میں رکھیں جو ایرانی انقلابیوں کی وجہ سے حج کے موقع پر سعودی عرب میں رونما ہوئے۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین؟

جواب:-

۱- آپ کی کئی باتیں توجہ طلب ضرور ہیں، مگر آپ نے بہت شدتِ احساس سے کام لیا ہے۔ ذرا مزاج کو اعتدال پہ رکھیے۔

۲- کتاب زیرِ بحث اصلاً تو محض ایک ترجمہ ہے، جس کا مقصد خود مرتبین نے واضح کر دیا ہے کہ اُسے پڑھ کر جسے جو اختلاف ہو، وہ دلائل کے ساتھ غور کرے۔

۳- مکتبۃ المنار سے کسی کتاب کی فروخت کا انتظام ہونا یہ معنی نہیں رکھتا کہ اس کے لفظ لفظ سے جماعت کے اربابِ حل و عقد کو سو فیصد اتفاق ضرور ہو۔

۴- ہمارے یہاں اس قسم کا کوئی کنٹرولنگ نظام یا سنسر نہیں ہے کہ ہمارے تمام افراد (لیڈر ہوں یا کارکن) ایک ایک فقرہ مقررہ حدود و خطوط کی پابندی میں لکھیں یا کسی بورڈ سے پاس کرائیں۔ ان کے لیے بنیادی عقیدہ، نصب العین، دستور، ضوابطِ تنظیم، تحریک کا عمومی نظامِ تربیت

اور طرزِ فکر کی عام فضا اس امر کے لیے کافی ہوتی ہے کہ وہ جو کچھ لکھیں احتیاط سے لکھیں اور بالعموم ہمارے لکھنے والے اپنا انضباط خود ہی کر لیتے ہیں۔ جن اُمور میں تفصیلی اور جزئی حد تک کوئی طے شدہ پالیسی ہو، اُن میں وہ شورائی فیصلوں کا احترام کرتے ہیں۔

لغزشیں ہر کسی سے ممکن ہیں اور قلم رانوں سے کہیں نہ کہیں لغزشِ قلم بھی ہو سکتی ہے۔ کسی تحریر میں کوئی غلط خیال بھی شامل ہو سکتا ہے اور بعض جملے اعتدال سے ہٹ بھی سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں ہمارے ہاں دوست احباب توجہ دلا دیتے ہیں یا اہلِ نقد گرفت کرتے ہیں۔ عموماً ہمارے اکابر اور رفقا اپنی غلطیوں کا بے جا دفاع نہیں کرتے۔ اور حق بات کسی بھی جانب سے سُن کر اگر اپنی کسی لغزش کا علم ہو جائے تو تشکر کے ساتھ اپنی اصلاح کر لیتے ہیں۔ سالہا سال سے ہمارے اہلِ قلم اسی آزادانہ فضا میں بخوبی کام کرتے چلے آ رہے ہیں اور کوئی بڑا حرج پیدا نہیں ہوا۔

کیا ہی اچھا ہوتا کہ آپ امام خمینی کی کتاب کے مترجمین و مرتبین، خصوصاً سید اسعد گیلانی سے براہِ راست ہی اپنے اعتراضات کا تذکرہ کرتے۔ اب تو آپ نے متعدد ایسے سوالات شامل کر دیے ہیں کہ ہمارے لیے جواب دینا لازم ہو گیا ہے۔

۵ — انقلابِ ایران کے متعلق جماعت کی پالیسی اس حد تک تو واضح رہی ہے کہ انقلابِ ایران کو حامیانہ اور ہمدردانہ نقطۂ نظر سے دیکھا جائے۔ مگر تفصیلی طور پر کوئی باقاعدہ نوٹ یا سرکلر مجلسِ شوریٰ یا امیر کی طرف سے جاری نہیں ہوا۔ ہمارے سامنے صرف یہ امر ہے کہ مختلف ممالک کی اسلامی تحریکات میں سے ایک کو اگر انقلاب لانے میں کامیابی ہوئی ہے تو چاہے کسی طرح کے اختلافات بھی ہوں، ہمیں عمومی طور پر ایسا رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے کہ مخالفِ اسلام قوتوں کے لیے فضا سازگار بنتی چلی جائے۔ اور پھر وہ موقع پا کر اپنا کاری وار کریں اور ایک تجربے کو تباہ کر دیں۔ ایسے حادثے کا اثر تمام مِلّتِ اسلامیہ کے لیے، خصوصاً تحریکاتِ اسلامی کے لیے حادثۂ بیروت سے بھی زیادہ حوصلہ شکن ہو گا۔ پس ہم بالجملہ ایرانی انقلاب کے لیے خیر سگالی کے جذبات رکھتے ہیں۔

۶ — ایرانی انقلاب ایک بڑا واقعہ ہے اور اس میں بہت سے سبق ہیں۔ اس کے اثرات ہم تک بھی پہنچتے ہیں۔ مگر یہ درست نہیں کہ ہم اس انقلاب سے ایسے مرعوب ہیں کہ اُس کی خوبیوں

اور کمزوریوں کو چھانٹ پھینک سکتے ہوں۔ ہمارا نقطۂ نظر یہ نہیں ہے کہ ایران میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ شوشہ بہ شوشہ اچھا ہی اچھا ہے۔ مگر ساتھ ہی ہماری تمنا یہ ہے کہ یہ انقلاب اپنے کمزور پہلوؤں پر جلد قابو پالے اور دُنیائے انسانیت اور دُنیائے اسلام کے لیے کوئی خوفناک چیز بننے کے بجائے بشارت بن جائے۔ ہم معترضانہ انداز سے نہیں، ہمدردانہ انداز سے سوچتے ہیں۔

۷ — یہ بات ہمیں پہلے سے معلوم ہے اور جسے معلوم نہ ہو اُسے مان لینی چاہیے کہ اس انقلاب کا سارا فکری پس منظر شیعی ہے، اس کا سرچشمۂ استدلالی شیعی ہے اور اس کی اصطلاحات اور مآخذ شیعی ہیں۔ شروع میں ایک خیال یہ تھا کہ امام خمینی شاید ایران کی روایتی اعتقادی سطح سے کچھ اُوپر اُٹھنا چاہتے ہیں، مگر یہ اس لیے ممکن نہ تھا کہ جن علماء اور عوام اور نوجوانوں کے تعاون سے انقلاب بپا ہو رہا تھا، اُن کی غالب اکثریت شدّت سے اپنے خاص مسلک کی علمبردار تھی۔ ایرانی ماحول کی وجہ سے دستور میں یہ صراحت کرنی پڑی کہ فقہ جعفریہ پر نظام چلایا جائے گا حالانکہ یہی بات یوں بھی کہی جا سکتی تھی کہ اکثریتی مسلک پر کام ہو گا۔

اصولاً ہم یہ حق تسلیم کرتے ہیں کہ کسی مسلم ملک کی اکثریت اپنے مسلک پر کاربند ہو، ملک کا نظام اس مسلک پر چلایا جائے، مگر ساتھ ہی ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ اقلیتوں کو عبادات، پرسنل لا، معاشرتی تقاریب اور اُمورِ مملکت میں تناسب کے مطابق حصہ لینے کے حقوق ملنے چاہئیں۔ خاص طور پر ہم ایران کے اہلِ سنّت والجماعۃ کی اقلیت کے بارے میں توقع کرتے ہیں کہ اُن کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو ہمارے شیعہ بھائی اہلِ سنّت کے ممالک میں اپنے لیے چاہتے ہیں۔

مگر بہر حال ایرانی انقلاب کے شیعی رنگ کو تسلیم کرنا چاہیے کہ وہ ہے۔

۸ — جہاں تک تقیہ اور غدیر خم جیسے مسائلِ نزاعی کا تعلق ہے، انقلاب کے لیڈروں کو ایسی چیزوں میں نہیں پڑنا چاہئے تھا، یہ باتیں عام علماء کے لیے چھوڑ دینی چاہئیں تھیں ـــ ائمۂ انقلاب کو نہایت بلند اور وسیع ذہن کے ساتھ اہم تر اصولی باتوں پر ساری توجہ صرف کرنی چاہیے۔ مگر، بس ہماری خواہش ہے، یا اسے مشورہ کہہ لیجیے، لیکن وہ حضرات اپنے لیے جس طرح مناسب سمجھیں انہیں کرنے کا حق ہے۔

۹ — فضیلتِ الٰہ والی عبارت یقیناً ہمارے بنیادی دینی نقطۂ نظر کو مجروح کرتی ہے۔ مگر جو واقعہ ہے وہ بہرحال واقعہ ہے۔ ہمارا کام یہ نہیں کہ اس کی کوئی توجیہہ کریں یا اُسے گول کرنا چاہئیں۔ کاش کہ ایران کی نئی انقلابی فکر اس طرح کی باتوں کی نئی تعبیر پیدا کر سکتی، یا کم سے کم انہیں محدود دائروں میں روک دیتی۔

۱۰ — خالص اسلامی انقلاب کہنے سے شاید یہ مراد ہو کہ اس میں کسی طرح کا لوث شامل نہیں ہے۔ ویسے لفظ خالص کا استعمال غیر ضروری معلوم ہوتا ہے۔ ایران کے انقلاب کی اسلامیت کو ہم اس وجہ سے تسلیم کرتے ہیں کہ اس انقلاب نے دونوں عالمی قوتوں کے مادہ پرستانہ نظریات اور نظاموں کو مسترد کر دیا ہے اور اہلِ مغرب کی بے پردہ اور مخلوط ثقافت کے مقابلے پر انہوں نے اسلام کے قانونِ حجاب و حیا کو قائم کیا ہے۔ یہ ایسا کام ہے جو تمام اسلامی تحریکوں کے لیے تقویت کا سامان ہے۔

۱۱ — آخر میں اُن احوال کے متعلق ذرا سی بات جو سعودی عرب میں پچھلے سال کے حج میں ذرا محدود اور اس سال وسیع پیمانے پر ایرانی انقلابیوں کی طرف سے پیش آئے۔

سعودی حکومت اور اس کے نظام سے کسی کو کتنا ہی اختلاف ہو، اصولاً یہ ایک لاینحل صورتِ حالات ہوگی کہ غیر ممالک سے آنے والے دس بارہ لاکھ مسلمان اپنے اپنے ملکوں کی سیاست کے مطابق مظاہرے کریں۔ اس طرح تو مُلکی مہمانوں کی اتنی بڑی تعداد کا انتظام و انصرام تو کیا ہو سکے گا، اُلٹا خود میزبان حکومت کا قانونی اور انتظامی ڈھانچہ ٹوٹ سکتا ہے۔

علاوہ ازیں اگر " لا رفث، ولا فسوق ولا جدال فی الحج " کے کلیے کو سامنے رکھا جائے تو مختلف معاند ملک اور پارٹیاں اور طبقے اگر مظاہروں اور نعروں اور تصویروں اور جھنڈوں کا طوفان اُٹھا دیں تو نہ صرف آپس میں بدکلامی ہوگی بلکہ تصادم ہو سکتے ہیں۔ حج کی عبادت فساد کی نذر ہو جائے گی۔

پھر یہ معاملہ بھی ناقابلِ فہم ہے کہ حج میں جس ہستی پر ساری توجہ مرتکز ہونی چاہیے اور جس کے لیے لبیک اللّٰھم لبیک کہا جاتا ہے، اس کے بالمقابل اگر اپنے اپنے لیڈروں کی تصویریں حرم کے اردگرد پھیلا دی جائیں بلکہ تمام مواقعِ مناسک تک پہنچا دی جائیں اور ان کے ساتھ اپنے اپنے

نعرے بھی گونجیں کہ فلاں اور فلاں زندہ باد تو حج کی پوری فضا تباہ ہو جائے گی۔

باقی رہا یہ معاملہ کہ کسی ملک کو سعودی حکومت سے نفرت یا اختلاف ہو تو وہ سفارتی سطح پر اپنا اظہار کرے۔ خود سعودی باشندوں کی اپنی حکومت سے نزاع ہو تو فریقین آپس میں نمٹیں۔ باہر سے جا کر وہاں کی آبادی میں نہ تو اکساہٹ پیدا کرنا مناسب ہے اور نہ کوئی تحریک اٹھوانا۔ گھر کے معاملات گھر کے لوگوں کو خود سلجھانے چاہئیں۔ البتہ بیرونی لوگ چاہیں تو پریس کے ذریعے وہاں کی حکومت کے ڈھانچے پر یا حکمرانوں کے رویے پر تنقید کریں اور سعودی جمہور کو اگر کسی ظلم کا سامنا ہو تو اُن سے ہمدردی کریں۔

مزید مجھے یہ کہنا ہے کہ اس وقت ہم دو عالمی سامراجی قوتوں اور یہود و ہنود کی پیدا کردہ جن مصیبتوں سے دوچار ہیں، ان میں اگر ہم کوئی ایسا راستہ نہ نکال سکے کہ مختلف ممالک میں مختلف دینی مسلک اور مختلف سیاسی نظام ہونے کے باوجود اتحاد کار فرما ہو تو پھر لڑتے رہیے۔ اپنے ہی اندر کی لڑائیاں باہر کے شدید تر دشمنوں کی نہ تو شمشیر سے نجات ممکن ہے، نہ تزویر سے۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے ملکی سطح پر فرقے آپس میں عناد و رقابت کا معاملہ رکھتے ہیں اور نہیں سمجھتے کہ پورے دین کے خلاف کیا کیا طوفان اُمڈے ہیں۔

کاش کہ ایران کا انقلاب اتحادِ عالمِ اسلامی کا نقیب بنتا تو اس کے نتیجے میں خود بخود اس انقلاب کی پیدا کردہ حرکت دنیا کے مسلم عوام میں پھیلتی۔ معاندانہ فضا میں انقلاب کو ایکسپورٹ کرنے کے طریقے کے مقابلے میں ہمدردانہ فضا کے ذریعے دوسروں میں یہ جذبہ پیدا کر دیا جاتے کہ وہ از خود انقلاب کو "امپورٹ" کریں تو یہ زیادہ قرینِ حکمت ہے۔ اگر امریکہ اور روس سے بھی لڑائی ہو اور مسلمان ممالک سے بھی نفرت تو بڑی آزمائش ہے۔ بلکہ ستم تو یہ ہے کہ ایرانی انقلاب دنیا کی اسلامی تحریکوں سے بھی روٹھا روٹھا سا ہے[1]۔ کیا یہ بہتر نہیں کہ جتنی خیر سگالی بھارت کے لیے ایران میں ہے، اتنی ہر مسلمان ملک اور ہر مسلم جماعت کے لیے ہو۔

لیکن یہ تو بس ہماری ایک خواہش ہے، کسی طرح کا دعویٰ نہیں۔

---

[1] ابھی پرسوں ہی لاہور کے کالجوں میں طلبہ کے جو انتخابات ہوئے اُن میں امامیہ مشن کے نوجوانوں نے (جو ایرانی انقلاب کے زیر اثر ہیں) سیکولر اور کمیونسٹ عناصر سے گٹھ جوڑ کر کے اسلامی جمعیت طلبہ کا مقابلہ کیا ہے۔ سوچ لیجیے کہ اگر یہ نوجوان یہاں انقلاب لائیں تو اُس کا مزاج کیا ہو گا۔ اپنے نوجوانوں کے اس رویے پر نہ جانے ایرانی انقلاب کو کس درجہ اطمینان ہو گا۔